روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

منگل 18 دسمبر 2012ء 4 صفر 1434 ہجری 18 فتح 1391 ہش جلد 62-97 نمبر 291

دینی تعلیمات اور حضرت مسیح موعود کے ارشادات کی روشنی میں شہید کا مقام اور حقیقی مومن کی خصوصیات

شہید وہ شخص ہے جو خدا تعالیٰ سے استقامت اور سکینت کی قوت پاتا ہے

حقیقی مومن کا مقصد ایک زندگی قربان کرنا نہیں بلکہ مسلسل اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 14 دسمبر 2012ء بمقام بیت السبوح فرینکفرٹ جرمنی کا خلاصہ

خطبہ جمعہ کا یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 14 دسمبر 2012ء کو بیت السبوح فرینکفرٹ جرمنی میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر براہ راست نشر کیا گیا۔ حضور انور نے اس خطبہ جمعہ میں قرآن وحدیث اور حضرت مسیح موعود کے ارشادات کی روشنی میں شہید کی حقیقت اور مقام و مرتبہ بیان فرمایا۔ اسی طرح ایک حقیقی اور سچے مومن کی خصوصیات بیان فرمائیں اور پھر ان خصوصیات کا حامل ہونے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی ہر احمدی کو تلقین فرمائی۔ حضور انور نے اس سوال کے جواب میں کہ شہید ہونے کی خواہش کیوں کی جاتی ہے۔ اس کے بجائے مخالف پر فتح پانے کی دعا کا کیوں نہیں کہتے‘ فرمایا کہ بے شک فتوحات اور کامیابی الٰہی جماعت کو ہی حاصل ہونی ہے۔ حضرت مسیح موعود کو متعدد مرتبہ اللہ تعالیٰ نے کامیابیوں اور فتوحات کی اطلاع دی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ اس کے آثار بھی دیکھ رہی ہے۔ مگر ہمیشہ یاد رکھیں کہ بڑے مقاصد کے حصول کیلئے بہرحال قربانیاں بھی دینی پڑتی ہیں۔ جان کی بھی قربانی دینی پڑتی ہے۔

حضور انور نے شہید کے بارے میں آنحضرت ﷺ کی حدیث بیان فرمائی کہ جو شخص صدق دل سے شہادت کی تمنا کرے اللہ تعالیٰ اسے شہید کے زمرے میں داخل کرے گا‘ خواہ اس کی وفات بستر پر ہی کیوں نہ ہو۔ حضور انور نے فرمایا کہ پس ایک حقیقی مومن کی زندگی کا مقصد صرف ایک دفعہ کی زندگی قربان کرنا نہیں بلکہ مسلسل اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش ہے اور ہر قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہنا ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ شہید اصل میں وہ شخص ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ سے استقامت اور سکینت کی قوت پاتا ہے اور کوئی زلزلہ اور حادثہ اس کو متغیر نہیں کرسکتا۔ مصیبتوں اور مشکلات میں سینہ سپر رہتا ہے۔ جان کی قربانی دینے سے ایسی لذت اور سرور اس کی روح میں ہوتا ہے کہ ہر تلوار جو ان کے بدن پر پڑتی ہے اور ہر ضرب جو اس کو پیس ڈالے اس کو پہنچتی ہے، اس کو ایک نئی زندگی نئی مسرت اور تازگی عطا کرتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پھر شہید کا لفظ شہد سے بھی نکلا ہے۔ جو لوگ عبادت کرنے میں مشقت اٹھاتے اور خدا کی راہ میں ہر ایک تلخی اور کدورت کو جھیلتے اور جھیلنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں وہ شہد کی طرح ایک شیرینی اور حلاوت پاتے ہیں۔ ان کی صحبت میں آنے والے بہت سے امراض سے نجات پا جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ شہید اس درجے اور مقام کا نام بھی ہے جہاں انسان اپنے ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال اور حسن لازوال کو دیکھ لیتا ہے۔ شہید کا مقام تب ملتا ہے جب تکلیف برداشت کرکے خدا تعالیٰ کی عبادت انسان کرے اور ہر دنیاوی آرام کو خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کی عبادت پر قربان کردے۔ خدا تعالیٰ کی رضا کا حصول ایک انسان کو نہ صرف برائیوں سے روکے گا بلکہ نیکیوں کی طرف بھی متوجہ کرنے کا باعث ہوگا۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ اصل شہادت دل کی کیفیت کا نام ہے اور دل کی کیفیت خدا تعالیٰ پر کامل یقین اور ایمان سے پیدا ہوتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ احمدیت ایک سچائی ہے اور یہی سچائی احمدیوں کو بہت سے ممالک میں مشکلات میں گرفتار کئے ہوئے ہے۔ لیکن احمدی پھر بھی ایمان پر قائم ہیں۔ حضور انور نے اسائیلم سیکرز کو اپنے کیس کے معاملے میں ہمیشہ سچ پر مبنی اپنا موقف پیش کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ ان ملکوں میں سچائی کی ابھی بھی بہت قدر ہے۔ فرمایا کہ کبھی بھی جھوٹ کا سہارا نہ لیں۔ پس اپنے خدا کی رضا کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ شہید کا کمال یہ ہے کہ مصیبتوں، دکھوں اور ابتلاؤں کے وقت میں ایسی قوت ایمانی، قوت اخلاقی اور ثابت قدمی دکھلاوے کہ جو خارق عادت ہونے کی وجہ سے بطور نشان کے ہو جائے۔ حضور انور نے قرآن کریم میں بیان ایک مومن کے معیار اور خصوصیات بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ جب یہ خصوصیات ایک مومن میں ہوں گی تو چاہے وہ طبعی موت مر رہا ہو شہادت کا رتبہ پاتا ہے۔ حضور انور نے آخر پر مکرم مقصود احمد صاحب ابن مکرم نواب خان صاحب آف کوئٹہ کی شہادت پر ان کا ذکر خیر فرمایا اور نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد مرحوم کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

شہادت کا متمنی

حضرت سہل بن حنیفؓ سے روایت ہے کہ جو صدق (دل) کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے شہادت مانگتا ہے۔ اللہ اس کو شہیدوں کے مراتب تک پہنچا دیتا ہے۔ خواہ اس کی وفات اس کے بستر پر ہی ہو۔

(صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب استحباب طلب الشہادۃ حدیث:5039)

صحبت میں بہت تاثیر ہے

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

’’صحبت کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے جو اندر ہی اندر ہوتا چلا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص ہر روز کنجریوں کے ہاں جاتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ کیا میں زنا کرتا ہوں؟ اس سے کہنا چاہئے کہ ہاں تو کرے گا اور وہ ایک نہ ایک دن اس میں مبتلا ہو جاوے گا کیونکہ صحبت میں تاثیر ہوتی ہے۔ اسی طرح پر جو شخص شراب خانہ میں جاتا ہے خواہ وہ کتنا ہی پرہیز کرے اور کہے کہ میں نہیں پیتا ہوں لیکن ایک دن آئے گا کہ وہ ضرور پئے گا۔ پس اس سے کبھی بے خبر نہیں رہنا چاہئے کہ صحبت میں بہت بڑی تاثیر ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 505)

(بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2012ء

مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

دو نفلوں کی تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 3 دسمبر 2010ء کے خطبہ جمعہ میں احمدی احباب کو روزانہ دو نوافل ادا کرنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:۔

پس ان حالات میں دنیا بھر کی جماعتوں کے تمام افراد کو میں خاص طور پر اپنے مظلوم اور تکلیف اور مشکلات میں گرفتار بھائیوں کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کم از کم دو نفل روزانہ صرف ان لوگوں کیلئے ہر احمدی ادا کرے جو احمدیت کی وجہ سے کسی بھی قسم کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ جو ظالمانہ قوانین کی وجہ سے اپنی شہری اور مذہبی آزادیوں سے محروم کر دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح جماعتی ترقی کے لئے بھی خاص طور پر دعائیں کریں۔ پس اگر ہر احمدی اپنے دل کی بے چینی کو خدا تعالیٰ کے حضور پہلے سے بڑھ کر پیش کرے گا تو خود مشاہدہ کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر اس پر کس طرح پڑ رہی ہے پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ ان کو اپنے حصار میں لے لے گا۔

(روزنامہ الفضل 18 جنوری 2011ء)

خطبہ جمعہ

حضرت اقدس مسیح موعود کے مختلف رفقاء کی بعض دلچسپ اور ایمان افروز روایات کا تذکرہ

یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کر کے اپنی روحانیت میں بھی مزید ترقی کی۔ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں پر ہزاروں ہزار رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے

کراچی اور گھٹیالیاں میں ہونے والی حالیہ دو شہادتوں کا تذکرہ اور دعا کی تحریک

مکرمہ سیدہ امۃ الرحمٰن صاحبہ اہلیہ مکرم سید عبدالغنی شاہ صاحب مرحوم کی وفات۔ مرحومہ کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 19 / اکتوبر 2012ء بمطابق 19 / اخاء 1391 ہجری شمسی بمقام بیت الفتوح مورڈن لندن

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

آج میں پھر آپ کو (رفقاء) حضرت مسیح موعود کی مجلس میں لے کر جاؤں گا۔ اُن کی روایات بیان کر رہا ہوں۔ یہ روایات اُن لوگوں کے ایمان کا اور اسی طرح حضرت مسیح موعود کی مجالس کا ایک عجیب نقشہ کھینچتی ہیں۔

حضرت ولایت شاہ صاحب ولد سید حسین علی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کی زیارت کے مجھے بہت کم مواقع ملے تھے کیونکہ میں ایک ایسی ملازمت میں تھا جس میں رخصت بہت کم ملتی تھی۔ میں نے خواب کی بناء پر بیعت کی تھی جو یہ تھی کہ ہیڈ ورکس مادھو پور جہاں سے ہیڈ باری دوآب نہر نکلتی ہے، وہاں میں تعینات تھا۔ سرکاری کوارٹر کی دیوار پر سے جس کے صحن میں مَیں سویا ہوا تھا، ایک جماعت بہت خوش سلوک اشخاص کی جن کے آگے آگے ایک بزرگ نہایت خوبصورت شکل اور نہایت خوبصورت لباس میں ملبوس، تاج ایسا چمکدار جس پر نظر نہ ٹھہر سکے، سر پر پہنے ہوئے گزر کر میرے کوارٹر کی چھت پر چڑھ گئے۔ (ایک جلوس نکل رہا تھا، لوگوں کا ایک گروہ تھا، اُس کے آگے جو بزرگ اُن کو لیڈ (Lead) کر رہے تھے، اُن کا نقشہ کھینچا ہے کہ دیوار پر سے گزر رہے تھے) اور وہاں بگل کے ذریعہ سے اذان کہی جس کی آواز بہت دور دور تک پہنچی تھی۔ اس کے بعد ایسا معلوم ہوا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ اس کے بعد وہ اسی دیوار پر سے واپس تشریف لائے۔ (یہ خواب کا نظارہ بتا رہے ہیں۔) کہتے ہیں کہ جب میری چارپائی کے پاس سے گزرے تو مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ بھائی، پاخانہ اندر سے باہر کر دو، (یعنی اپنا جو نجس اور گند ہے نکال کے باہر کر دو) میں نے خواب میں عرض کیا کہ بہت اچھا جناب۔ جب وہ آگے ہو گئے تب میں نے اُن کے پیچھے جو دوست تھے اُن سے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ اُن میں سے ایک نے کہا کہ آپ نہیں جانتے؟ یہ حضرت مرزا صاحب ہیں۔ اسی فجر کو میرے دوست ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب مرحوم نے میرے دروازے پر آ کر دستک دی۔ جب میں باہر آیا تو انہوں نے فرمایا شاہ صاحب! آپ تو احمدی ہو گئے۔ میں نے دریافت کیا کہ کس طرح؟ انہوں نے کہا کہ آج رات مجھے خواب آیا ہے کہ آپ شفاخانہ میں آ کر بیٹھے ہیں اور میں نے اندر جا کر اپنا صندوق کھول کر ایک بہت عمدہ خوبصورت انگرکھا (ایک گاؤن سا) نکال کر آپ کو پہنایا ہے اور وہ آپ کے بدن پر بہت فِٹ (Fit) آیا ہے۔ اس کے بعد میں نے بہت خوبصورت عمدہ عمدہ بٹن لا کر اُس گاؤن میں لگا دیئے۔ (تو یہ خواب صرف انہی کو نہیں آئی بلکہ ان کے احمدی دوست تھے، اُن کو بھی اللہ تعالیٰ نے خواب کے ذریعہ سے اشارۃً بتا دیا کہ اس طرح احمدیت کی طرف مائل ہو گئے ہیں یا احمدی ہو جائیں گے کیونکہ نیک فطرت ہیں۔) بہرحال کہتے ہیں اس کے کچھ عرصے کے بعد میں اپنے سسرال والوں کے گھر سید اکبر شاہ مرحوم کے مکان میں آیا۔ مرزا غلام اللہ صاحب مرحوم جو کہ پڑوسی تھے، میرے پاس آئے۔ جمعہ کا دن تھا۔ میں اُن کے ساتھ (بیت) اقصیٰ میں گیا۔ وہاں انہوں نے مجھے منبر کے پاس بٹھا دیا۔ جب حضرت مسیح موعود تشریف لائے تب انہوں نے حضور انور کی خدمت میں میری بیعت لینے کے متعلق عرض کیا۔ حضور انور نے نہایت شفقت سے میرا ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں لے لیا اور دیگر بیعت کرنے والوں نے میری پشت پر ہاتھ رکھ کر بیعت کر لی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات (رفقاء)۔ غیر مطبوعہ۔ جلد 7 صفحہ 144۔ روایات حضرت ولایت شاہ صاحب)

پھر اسی طرح بیعت کا واقعہ حضرت عنایت اللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے 1901ء میں بیعت کی تھی۔ (کہتے ہیں) اُس وقت میری عمر قریباً پندرہ سال کی تھی۔ جب میں پہلی دفعہ قادیان آیا تو ایک عطر کی شیشی ہمراہ لایا۔ پیدل سفر کیا۔ رات بٹالہ رہا۔ جب شیشی دیکھی تو سوائے ایک قطرہ کے باقی ضائع ہو گیا۔ مجھے سخت افسوس ہوا۔ شام کی نماز کے وقت جب حضور (بیت) مبارک کی چھت پر تشریف لائے۔ مصافحہ کیا۔ اور حضور کو بندے نے دبانا شروع کیا تو عرض کی مَیں ایک شیشی عطر لایا تھا، وہ راستہ میں ضائع ہو گیا۔ شیشی حضور کی خدمت میں پیش کر دی۔ فرمایا تم کو پوری شیشی کا ثواب مل گیا۔ (حضرت مسیح موعود نے شیشی میں جو تھوڑا سا عطر کا ایک آدھ قطرہ رہ گیا تھا، اُس کو قبول فرمایا اور فرمایا تمہاری نیت تحفہ دینے کی تھی، تمہیں پوری شیشی کا ثواب مل گیا ہے۔) پھر کہتے ہیں کہ نماز کے بعد بیعت کی اور دس یوم تک رہا۔

پھر لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ قادیان سے واپسی پر بٹالہ پہنچا۔ ایک زمیندار ہمراہ تھا۔ رات بٹالہ رہا۔ زمیندار نے پوچھا کہ کیا آپ نے حضرت صاحب سے اجازت لے لی تھی۔ مَیں نے کہا: نہیں۔ مجھے افسوس ہوا کہ اجازت لے کر نہیں آیا۔ (کہتے ہیں کہ) رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور چارپائی پر بیٹھے روٹی کھا رہے ہیں۔ مجھے بھی کھانے کا حکم دیا۔ نصف حضور نے کھائی، باقی بندہ نے اور حضور نے فرمایا: جاؤ، آپ کو جانے کی اجازت ہے۔ (کہتے ہیں) بالکل ناخواندہ (اَن پڑھ) آدمی تھا، زبان میں بھی لکنت تھی۔ حضرت مسیح موعود کی دعاؤں اور نظر کی برکت سے اب مَیں بالکل ٹھیک ہوں۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات (رفقاء)۔ غیر مطبوعہ۔ جلد 1 صفحہ 139۔ روایات حضرت عنایت اللہ صاحب)

حضرت شیخ عطاء اللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں گول کمرہ کے قریب جہاں بابو فخر الدین ملتانی کی دوکان تھی، کھڑا تھا تو حضرت اقدس خود بنفس نفیس (-) مبارک کے دروازے پر آئے اور مجھے آواز دی کہ میاں عطاء اللہ! یہ چٹھی لیٹر بکس میں ڈال دیں۔ جس پر میں بڑا خوش ہوا کہ حضور کو میرا نام خوب یاد ہے۔ مغرب کے وقت حضور انور ایک معمولی گلاس بکری کے کچے دودھ کا روزمرہ نوش فرماتے تھے۔ ایک شخص نے (حضرت مسیح موعود کو) عرض کیا کہ حضور! کچا دودھ نہ پیا کریں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اکثر انبیاء علیہم السلام کچا دودھ ہی پیا کرتے تھے۔ کچھ عرصے کے بعد جب میں محکمہ ٹیلی گراف میں نوکر تھا۔ (کہتے ہیں) مجھے بڑا شدید بخار ہو گیا، بلکہ تپ دِق سے بھی سخت بیمار ہو گیا۔ رخصت لے کر

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

قادیان چلا گیا۔ حضرت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاول کے دولت خانے میں قیام پذیر تھا کیونکہ اُنہی کے ذریعہ سے میں جموں میں مشرف بہ (دین حق) ہوا تھا۔ اس روحانی اور گہرے تعلق کی وجہ سے خلیفۃ المسیح الاول نے میرا اعلاج شروع کیا۔ مجھے صبح سویرے کھچڑی چاول اور بعد میں ایک اُبلا ہوا انڈہ کھلا کر دوائی دیتے تھے۔ یہ چیزیں کھا کھا کر جن کی مجھے عادت نہیں تھی زبان کا ذائقہ بگڑ گیا۔ کہتے ہیں ایک روز میں نے شام کو محترمہ اماں جان والدہ عبدالسلام صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی بیگم) کو التجا کی کہ میری زبان کا ذائقہ خراب رہتا ہے۔ اگر کچھ شوربہ یا کچھ اور نمکین چیز ہو تو ذائقہ درست ہو جاوے گا۔ انہوں نے فرمایا: مولوی صاحب ناراض ہوں گے۔ مگر انہوں نے ایک کپڑے سے مرچوں کو چھان کر اور صاف کر کے مجھے پلا دیا۔ یعنی عام شوربہ جو بنایا ہوا تھا، اُس کو چھان کے پلایا۔ کہتے ہیں اگلی صبح جب حضرت مولوی صاحب خلیفۃ المسیح الاول نے میری نبض دیکھی تو فرمایا کہ رات کو کیا کھانا کھایا تھا۔ (اب ڈاکٹر بڑے بڑے ٹیسٹ لیتے ہیں تب بھی پتہ نہیں لگتا۔ لیکن حضرت خلیفہ اول نے نبض دیکھی اور فرمایا رات کو کیا کھانا کھایا تھا؟) نبض بہت تیز چل رہی ہے۔ میں نے کہا کچھ نہیں۔ آپ درس کو چھوڑ کر جلدی سے گھر گئے اور گھر جا کے اپنی اہلیہ سے دریافت فرمایا کہ رات عطاء اللہ نے کیا کھایا تھا۔ انہوں نے کہا کہ کھانا کھانے کے بعد اس نے ضد کر کے تھوڑا سا شوربہ پی لیا تھا۔ تو اُن پر ناراض ہوئے اور میرے پر بھی کہ تم نے اس قدر دروغگوئی کی ہے۔ غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ بہرحال کہتے ہیں حضرت مولوی صاحب نے میرے اس جھوٹ کو اور بدپرہیزی کا جو قصہ ہے یہ حضرت اقدس مسیح موعود کو عرض کیا کہ اس کو اپنی صحت کا کچھ خیال نہیں ہے۔ مرض تپ دق میں مبتلا ہے (یعنی ٹی بی میں مبتلا ہے)۔ میں بباعث بیماری کے بہت کمزور ہو گیا تھا۔ (تو حضرت مسیح موعود بھی اس بات پر بڑے ناراض ہوئے۔ کہتے ہیں)...... آخر میری رخصت دو ماہ ختم ہو گئی۔ حضرت مولوی صاحب کو میری صحت کا بہت فکر تھا۔ ادویہ وغیرہ بنا کر ہمراہ دے دِیں تا مَیں استعمال کروں۔ اور فرمایا مَیں دعا بھی کروں گا۔ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ حضور! آج میں راولپنڈی واپس جاتا ہوں کیونکہ رخصت ختم ہو گئی ہے۔ دعا کریں۔ صحت خراب ہے۔ حضور نے دعا فرمائی اور فرمایا کہ آپ نمازوں میں نہایت عاجزی، انکساری اور دل سوزی سے دعائیں کیا کریں اور خط وغیرہ قادیان تحریر کرتے رہا کریں اور جلدی جلدی آیا کریں۔ پھر فرمایا کہ بدپرہیزی کو چھوڑ دیں۔ (حضرت مسیح موعود کو وہ بات یاد تھی کہ کھانے میں بدپرہیزی کی تھی اس لئے فرمایا کہ بدپرہیزی کو چھوڑ دیں۔) اللہ تعالیٰ کے حضور پختہ وعدہ کریں۔ خدا تعالیٰ غفورالرحیم ہے انشاء اللہ ضرور صحت بخشے گا۔ کہتے ہیں جب میں راولپنڈی واپس گیا تو رات ڈیڑھ بجے کے قریب ایک رؤیا غیر زبان میں اس عاجز کو ہوئی جس کو میں نہ سمجھ سکا۔ حیران ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور گر گیا اور التجا کی کہ اے خدا! تیری ذات ہر زبان پر قدرت رکھتی ہے۔ مجھے اس خواب کا مفہوم سمجھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت فرماتے ہوئے رات کے اڑھائی بجے کے قریب میری زبان پر جاری کر دیا کہ ہیلدی ہیلدی ہیلدی (Healthy-healthy-healthy) اس کئی بار کی آواز نے مجھے بیدار کر دیا کہ صحت ہو گئی ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ اب تک مجھے بیس برس ہو گئے ہیں (جب یہ بیان کیا تھا۔) کبھی سردرد سے بھی بیمار نہیں ہوا اور دیگر اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ہر امر میں کچھ ایسے سامان مہیا کئے گئے کہ اولاد پیدا ہونا شروع ہو گئی۔ (پہلے اولاد نہیں تھی۔) پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے تین لڑکے اور چار لڑکیاں عطا کی گئیں۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات (رفقاء)۔ غیر مطبوعہ۔ جلد 1 صفحہ 164 تا 167۔ روایات حضرت شیخ عطاء اللہ صاحب)

پھر ایک (رفیق) ہیں حضرت ملک برکت اللہ صاحب پسر حضرت ملک نیاز محمد صاحب۔ بیان فرماتے ہیں کہ اگرچہ میرے والد صاحب ملک نیاز محمد صاحب 1897ء اور 1898ء سے احمدی تھے اور میں بھی اُن کی اقتداء میں بچپن سے احمدی تھا تاہم 1904ء میں جبکہ میری عمر چودہ یا پندرہ سال کے لگ بھگ تھی، میں نے حضور کی خود بیعت کی۔ جب کوئی شخص بیعت کرتا تھا، ہم بھی بار بار بیعت کر لیتے تھے تا کہ ہم حضور کی اس دعا میں جو حضور بعد بیعت فرمایا کرتے تھے، شامل ہو جائیں۔ بعض وقت بہت آدمی بیعت کرنے والے ہوتے تھے تو لوگ اپنی اپنی پگڑیاں اُتار کر حضور کے ہاتھ تک پہنچا دیا کرتے تھے اور ان پگڑیوں کو سب لوگ پکڑ لیتے تھے اور اس طرح بیعت ہو جاتی تھی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات (رفقاء)۔ غیر مطبوعہ۔ جلد 3 صفحہ 227 تا 228۔ روایات حضرت ملک برکت اللہ صاحب)

حضرت ڈاکٹر عمر دین صاحب کی روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ میں 28/جولائی 1879ء کو پیدا ہوا اور بیعت حضرت مسیح موعود 30/جون 1905ء کو کی اور وصیت 23/جولائی 1928ء کو کی۔ پھر اپنا وصیت نمبر بھی لکھا ہے 2898۔ کہتے ہیں جماعت احمدیہ نیروبی کا پریذیڈنٹ اکتوبر 1924ء سے دو سال تک رہا۔ پھر انتظامیہ کمیٹی کا ممبر رہا۔ جماعت احمدیہ نیروبی کا پندرہ سال سے محاسب ہوں۔ (جب یہ بیان فرما رہے ہیں تو اُس وقت فرماتے ہیں کہ پندرہ سال سے محاسب ہوں) اور تین سال سے سیکرٹری وصایا و ضیافت ہوں۔ میں اس ملک میں 1900ء کی فروری میں ڈاکٹر رحمت علی صاحب صوفی نبی بخش صاحب اکاؤنٹنٹ اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب وغیرہ کے زمانے میں آیا۔ ڈاکٹر رحمت علی صاحب کے اخلاق فاضلہ، شفقت اور ہمدردی کو دیکھ کر کثرت سے لوگ سلسلہ حقہ احمدیہ میں شامل ہوتے دیکھے۔ یہی پہلا موقع تھا جب اس ہادیٔ زمانہ کے پیغام کی آواز میرے کانوں نے سنی۔ (اب یہ دیکھیں کہ ایک شخص کے صرف اخلاق فاضلہ جو ہیں اور شفقت جو ہے اور انسانی ہمدردی جو ہے اُس کو دیکھ کر بہت سارے لوگوں کو توجہ پیدا ہوئی کہ کون سا مذہب ہے، کون شخص ہے اور پھر احمدی ہوئے۔) بہرحال کہتے ہیں کہ میں نے اپنی قسمت کے مقدمے کو بارگاہ ایزدی میں پیش کر دیا۔ (یعنی اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ میری قسمت میں کیا ہے) اور نہایت تضرع، ہمت اور استقلال سے ہر روز تہجد میں دعا مانگنی شروع کر دی کہ اے میرے پیارے رب اور غیب کے جاننے والے خدا! میری فریاد سن اور میری رہبری کر اور مجھے اُس راستے پر چلا جو تیرے علم میں صحیح ہو تا کہ میں کہیں راہ ہدایت سے دور نہ پھینکا جاؤں۔ کیونکہ میں خود تو عاجز، کمزور، گناہگار اور کم علم ہوں، وغیرہ وغیرہ۔ پس کہتے ہیں کہ میرے مولیٰ نے میری فریاد سن لی اور سچی خوابوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ پھر مجھے نہایت صفائی سے دو خوابیں دکھلائی گئیں جن کی بنا پر مَیں نے کریگو (غالباً کریچو ہوگا) سٹیشن سے جو کسوموضلع میں واقع ہے اور جرمن ایسٹ افریقہ کی سرحد پر ہے اور جہاں کے ہسپتال کا میں انچارج تھا۔ مؤرخہ 30/جون 1905ء بذریعہ خط خدا کے پیارے محبوب کی بیعت کی۔ کہتے ہیں بیعت کرنے کے بعد پھر کیا تھا۔ عبادت میں وہ لطف آنا شروع ہوا جو میرے وہم و گمان میں نہ تھا۔ کیونکہ فرشتوں کے نزول پاک کا زمانہ تھا اور ہر ڈاک میں پیارے مسیح موعود پر تازہ وحی ہوتی اور پوری ہوتی سنی جاتی تھی اور دل ہر وقت حضرت اقدس کی ملاقات کے لئے تڑپتا رہتا تھا اور حد سے بڑھ کر حضرت مسیح موعود کو ملنے کی بے قراری بڑھنی شروع ہو گئی۔ (کیونکہ خط کے ذریعہ سے بیعت کی تھی۔ دستی بیعت نہیں ابھی ہوئی تھی۔ کہتے ہیں بہرحال) خدا خدا کر کے میری رخصت کا وقت قریب پہنچا۔ خدا نے میرے پیارے مسیح کے نذرانہ کی تحریک میرے دل میں ڈالی (کہ نذرانہ پیش کرنا ہے) تو اس کے لئے کہتے ہیں مَیں نے سوچا کہ چار شُتر مرغ کے انڈے لے جانے چاہئیں اور یہ فیصلہ کیا۔ مجھے اُن کے حاصل کرنے اور پَرمٹ لینے کے لئے جرمن پورٹ سے کوشش کرنی پڑی۔ کیونکہ ایسٹ افریقہ سے اجازت نہ دی جاتی تھی۔ کہتے ہیں کہ اکتوبر 1907ء کو میں اپنے وطن کو روانہ ہوا۔ گجرات پہنچنے پر میں نے اپنے والد صاحب مرحوم اور بھائی صاحب مرحوم کو سلسلہ احمدیہ کا مخالف پایا جن کے لئے ہر نماز میں پھر مَیں نے رو رو کر دعائیں مانگنی شروع کر دیں۔ کہتے ہیں خدا تعالیٰ نے میری مدد کی اور میرے والد صاحب بمع چند اور دوستوں کے جلسہ سالانہ پر جانے کے لئے راضی ہو گئے۔ (بڑی منت وغیرہ کی۔ دعائیں کیں تو خیر والد اور بھائی جلسہ پر قادیان جانے کے لئے راضی ہو گئے۔ پھر کہتے ہیں) 1907ء کے جلسہ سالانہ پر اپنی گجرات کی جماعت کے ساتھ ہم قادیان شریف کی پیاری بستی میں جا پہنچے۔ میں نے پہنچتے ہی عجیب نظارہ دیکھا کہ سب جماعتیں اور بڑی بڑی بزرگ ہستی کے احباب حضرت اقدس کی ملاقات کے لئے سخت بے قرار اور ترس رہے ہیں اور ملاقاتوں کے لئے سرتوڑ کوشش کر رہے ہیں۔ میری حیرت اور فکر کی انتہا نہ رہی کیونکہ میں ایک مسافر کی حیثیت میں ایک دور دراز ملک سے تھوڑے عرصے کے لئے گیا تھا اور ملاقات کے لئے دو سال سے تڑپ رہا تھا اور یہ میری دلی آرزو تھی کہ حضرت اقدس کی ملاقات کا موقع تنہائی میں میسر آئے جو بات بنتی نظر نہ آتی تھی۔ (کیونکہ رَش بہت تھا، لگتا نہیں تھا کہ تنہائی میں ملاقات ہو سکے گی) کہتے ہیں ہماری جماعت احمدیہ گجرات لنگر خانے میں کھانا کھانے میں مصروف تھی اور میں ملاقات کی فکر میں ادھر اُدھر ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے (بیت) مبارک کے نیچے کی گلی سے گزر رہا تھا کہ ایک بھائی کو اُس رستہ سے گزرتے ہوئے دیکھ کر مَیں نے پوچھا (کوئی شخص وہاں کھڑا تھا) کہ مَیں دور دراز ملک سے آیا ہوں اور چاہتا ہوں کہ حضرت اقدس سے تنہائی میں ملاقات ہو جاوے۔ آپ مجھے کوئی طریقہ بتا دیویں۔ انہوں نے فرمایا اس دروازے میں ایک مائی بوڑھی حضرت اقدس کی خادمہ اکثر آتی جاتی ہے۔ اُس سے کہیں۔ (ایک بوڑھی سی مائی ہے اُس سے کہو) ابھی یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ خادمہ نظر آ گئی۔ میں نے بھاگ کر کہا کہ مائی جی میں بہت دور دراز ملک سے آیا ہوں اور حضرت اقدس کی تنہائی میں ملاقات کا اشتیاق ہے۔ مہربانی ہو گی اگر حضور کی خدمت میں مسافر کا پیغام پہنچا دیویں۔ مائی صاحبہ نے نہایت شفقت اور خوشی سے کہا کہ ذرا ٹھہرو۔ مَیں آتی ہوں۔ وہ جاتے ہی واپس آ گئی اور خوشخبری سنائی کہ میری مراد پوری ہو گئی ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا ہے اوپر آ جائیں۔ میں جھٹ بھاگ کر اپنے والد صاحب مرحوم کو بمع دوسرے چند غیر احمدی دوستوں کے جو میرے ہمراہ

تھے، بلا کر لے آیا اور جونہی ہم اوپر گئے۔ایک صحن میں کھڑے ہی ہوئے تھے کہ کھڑکی کا دروازہ کھلا اور حضرت اقدس نے باہر آتے ہی السلام علیکم کہا۔افسوس ہم کو پہلے السلام علیکم کہنے کا موقع نصیب نہ ہوا۔ (حضرت مسیح موعود نے پہل کی۔) کہتے ہیں میرے والد شریف مرحوم باوجود مخالف ہونے کے حضور کے قدموں میں گر پڑے۔حضور نے ازراہِ کرم اپنے دستِ مبارک سے اُن کے سر کو اُٹھا کر کہا کہ سجدہ کی لائق ذات باری ہے۔ بندوں کے آگے نہیں جھکا کرتے، صرف اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں۔ پھر اس عاجز نے شتر مرغ کے چار انڈے بطور نذرانہ پیش کئے۔حضور نے ازراہِ کرم منظور فرمائے اور نہایت شفقت اور محبت سے میرے افریقہ رہنے اور سفر وغیرہ کے حالات دریافت کئے اور میرا ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں لے کر فرمایا کہ اس دنیا میں دل نہیں لگانا چاہئے۔اور پھر فرمایا کہ اپنے آپ کو اُس مسافر کی حیثیت میں سمجھنا چاہئے جیسے کوئی مسافر خانے میں ٹکٹ لے کر گاڑی کا انتظار کر رہا ہو۔اور مجھے کثرت سے استغفار پڑھنے کے لئے حضور نے تاکید فرمائی اور فرمایا کہ باقاعدگی سے خطوں میں دعا کے لئے لکھتے رہا کرو۔ پھر حضور نے میرے والد شریف کی بمع دو تین اور غیر احمدیوں کے جو میں ہمراہ لے گیا تھا، بیعت لی۔(یا تو مخالف تھے یا ایک ملاقات میں ہی سب بیعت پر راضی ہو گئے) اور اس قدر رو کر دل سے ہمارے لئے دعا فرمائی۔(بیعت کے بعد جو دعا ہوئی حضرت مسیح موعود نے اس قدر رو کے دعا کی) کہ حضور کی آنکھیں پُرآب ہو گئیں اور ہمارے لئے آنسوؤں کو روکنا مشکل ہو گیا۔دل اس قدر نرم اور گداز ہو گیا کہ آج دن تک (یعنی آج کے دن تک) بھی حضور کے دستِ مبارک میں ہاتھ دینا، حضور کا نورانی چہرہ دیکھنا، حضور کی شفقت بھری شرمیلی آنکھوں کا پُرآب ہونا اور مجھ عاجز، کمزور گناہگار کے لئے ہدایت، استغفار کرنا اور باربار دعا کے لئے لکھنے کی ہدایت کرنا جب یاد آتا ہے تو طبیعت پر بجلی سا اثر ہو کر آنسوؤں کا تار بندھ جاتا ہے۔وہ کیسا مبارک زمانہ تھا۔مخالفت کے زبردست پہاڑ، سمندر، طوفان خدا کے پیارے نبی کی دعاؤں سے اُڑنے کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔(مَیں نے یہ جو مخالفت کے پہاڑ تھے، خدا کے پیارے نبی کی دعاؤں سے ان کے اُڑنے کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا) اور اشد ترین دشمن کو مقابلے پر آنے سے لرزاں دیکھا۔غیروں کے علماء وفضلا تو در کنار سلسلہ حقہ احمدیہ کے عالموں کا علم بھی اس چودھویں کے چاند تلے اندھیرے کا کام دے رہا تھا اور کسی کو کسی مسئلے پر حضور کی موجودگی میں دَم مارنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔الغرض بیعت کی۔دعا کے بعد حضور نے مصافحہ سے سرفراز فرمایا اور اجازت دے دی۔جب جماعت احمدیہ گجرات کے احباب نے مع نواب خان صاحب تحصیلدار میری اس ملاقات کا ذکر سنا تو رَشک سے کہنے لگے کہ ہم کو کیوں نہ ساتھ لے گئے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات (رفقاء)۔غیر مطبوعہ۔جلد 1 صفحہ 178 تا 182۔روایات حضرت ڈاکٹر عمر دین صاحب)

پھر ایک روایت حضرت ماسٹر عبدالرؤوف صاحب ولد غلام محمد صاحب کی ہے۔ان کا سن بیعت 1898ء ہے اور اسی سال انہوں نے حضرت مسیح موعود کی زیارت بھی کی۔کہتے ہیں کہ شروع زمانے میں جبکہ میری عمر بچپن کی تھی اور اُس وقت بھیرہ ہائی سکول میں تعلیم پاتا تھا۔اُس وقت یہ چرچا ہمارے بھیرہ میں ہوا کہ قادیان میں ایک شخص پیدا ہوا ہے جو امام مہدی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ کہتے ہیں ہوتے ہوتے ہمارے محلے میں بھی اسی طرح خبر پہنچی کہ ایک شخص جس کا نام مرزا غلام احمد ہے امام مہدی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ کہتے ہیں میں تو بچہ تھا اتنا علم نہ تھا۔مگر میرا بھائی جس کا نام غلام الٰہی ہے اُس نے کتابیں پڑھ کر مرزا صاحب کی بیعت کر لی اور اُس کا نام 313 صحابہ میں درج ہے۔(ان کا نام انجام آتھم میں جو فہرست ہے اُس میں 249 نمبر پر مستری غلام الٰہی صاحب بھیرہ کے نام سے درج ہے۔) بہرحال کہتے ہیں میرے بھائی نے اپنے گھر کے تمام آدمیوں کے نام بیعت میں لکھوا دیئے۔اُس وقت میں بھی مرزا صاحب کی کتابیں اور اشتہار جو محلے میں آتے، پڑھا کرتا تھا اور اپنی (بیت) میں بھی رات کے وقت پڑھ کر سناتا۔گنگا بشن اور عبداللہ آتھم تو اب تک یاد ہے۔(جو بھی اشتہار ان کے بارے میں تھے۔) بہرحال مجھے بھی مرزا صاحب کو ملنے کا شوق پیدا ہوا۔یعنی مجھے شوق پیدا ہوا کہ حضرت مسیح موعود کو ملوں اور مَیں مغرب کی نماز کے بعد وہیں بھیرہ میں ہی ایک پُل پر بیٹھ کر دعائیں کیا کرتا تھا کہ اے الٰہی! اگر مرزا سچا ہے تو مجھے بھی قادیان پہنچا اگر جھوٹا ہے تو اسی جگہ بٹھا۔(یعنی بھیرہ میں ہی رہوں، پھر مجھے وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔) لکھتے ہیں کہ دسویں جماعت کا امتحان میں نے راولپنڈی میں دیا (جس زمانے میں چاند گرہن اور سورج گرہن 1311ھ میں ہوا تھا۔ وہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔اُس وقت میں مڈل کی جماعت میں پڑھتا تھا۔) جب میں امتحان سے سن 98ء میں (1898ء میں) فارغ ہو چکا تو میرا بھائی غلام الٰہی مجھ کو قادیان میں اپنے ہمراہ لایا۔اُس وقت میں نے مرزا صاحب کی دستی بیعت کی۔اُس وقت چھوٹی سی (بیت الذکر) تھی۔کچھ دن رہ کر پھر میں اپنے بھائی کے ساتھ بھیرے میں واپس چلا آیا۔حضرت مولوی نورالدین صاحب میرے بھائی کے واقف تھے۔اس لئے انہوں نے میرے بھائی کو لکھا کہ اپنے بھائی عبدالرؤف کو قادیان بھیج دو۔آخر خدا کے فضل سے 1899ء میں پھر دوبارہ قادیان پہنچا اور مولوی صاحب اور حضرت صاحب کی ملاقات کی۔مولوی صاحب کو میری تعلیم کا علم تھا اور میں غریب آدمی تھا۔(یعنی یہ پتہ تھا کہ جو اس زمانے کی تعلیم تھی اُس کے مطابق مَیں پڑھا لکھا ہوں۔لیکن غریب آدمی بھی ہوں اس لئے مولوی صاحب نے مدرسے میں مجھے ملازمت کی جگہ دے دی جون 1899ء میں آٹھ روپے ماہوار پر دوم مدرس پرائمری کے عہدے پر مقرر ہوا۔اُس وقت چھ سات جماعتیں تھیں۔مڈل کی کلاس نہیں ہوتی تھی۔آخر مَیں نے مدرّسی کا کام سن 1902ء تک کیا۔اُس زمانے میں مولوی شیر علی صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ تھے۔پرائمری طلباء کو تعلیم بھی دیتا اور پانچوں نمازیں حضرت مسیح موعود کے ہمراہ ادا کرتا جبکہ اُس وقت مولوی عبدالکریم صاحب امامت کراتے تھے۔پانچوں نمازوں میں حضرت صاحب کی مجلس میں بیٹھتا۔جب گھر سے تشریف لاتے تو حضرت صاحب نماز پڑھنے سے پہلے اپنے الہامات، کشف، رؤیا اور خوابیں سناتے۔میں بھی اُن سے حظ اُٹھاتا۔نماز کے وقت موقع پا کر پاؤں دباتا، مٹھی چاپی کرتا۔کچھ عرصہ تو حضرت صاحب مغرب کے وقت کھانا (بیت) میں کھاتے اور میں بھی مہمانوں کے ساتھ (بیت) میں کھانا کھاتا۔حضرت صاحب کا جوٹھا وغیرہ بھی کبھی کبھی بطور تبرک کے چکھ لیتا۔مغرب کی نماز کے بعد حضرت صاحب (بیت) مبارک کی شاہ نشین پر بیٹھتے۔رنگا رنگ کے کلمات الٰہیہ، کشف اور خوابیں سناتے۔علیٰ ھذا القیاس۔مسٹر ڈوئی، چراغ دین جمونی اور مولوی کرم دین ساکن بھیں کے متعلق الہامات اور خوابیں بھی ہوتیں۔یہ بیان فرماتے۔یہ تمام باتیں کتابوں میں شائع ہو چکی ہیں۔دوبارہ تحریر کرنے کی ضرورت نہیں۔ماسٹر عبدالرؤوف صاحب کے بارے میں مزید وہاں حاشیہ میں لکھا ہوا ہے کہ یہ صدر انجمن احمدیہ کے پنشنر تھے، سابق ہیڈ کلرک تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔1899ء میں یہ سکول میں آئے، 1902ء تک یہ ٹیچر رہے۔اُس کے بعد دفتر ریویو آف ریلیجنز میں کام کیا۔پھر چھ (1906ء) سے ستائیس سن (1927ء) تک ہائی سکول کے ہیڈ کلرک رہے۔یہ کہتے ہیں کہ مسیح موعود کو میں اُس وقت سے مانتا تھا جس زمانے میں چاند گرہن اور سورج گرہن ہوا تھا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات (رفقاء)۔غیر مطبوعہ۔جلد 7 صفحہ 89-88۔روایات حضرت ماسٹر عبدالرؤف صاحب)

پھر ایک روایت حضرت مولوی محمد عبدالعزیز صاحب ولد مولوی محمد عبداللہ صاحب کی ہے۔ان کا بیعت کا سن 1904ء ہے۔کہتے ہیں قبل اس کے کہ میں اپنی بیعت اور چشم دید حالات حضرت مسیح موعود بیان کروں، ضروری سمجھتا ہوں کہ اپنے والد صاحب مرحوم جناب مولانا مولوی محمد عبداللہ صاحب مغفور (رفیق) حضرت مسیح موعود کے حالات بیان کروں۔(ان کے واقعات بھی بڑے دلچسپ ہیں کیونکہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا بڑا امتحان لینے کی کوشش کی تھی اور پھر جب ہر طرح سے تسلی ہو گئی تو پھر انہوں نے بیعت کی تھی۔بہرحال کہتے ہیں) کیونکہ آپ نے بھی حضرت مسیح موعود کے دستِ مبارک پر بیعت کی تھی اور آپ کے بہت سے چشم دید واقعات تھے جو قلمبند نہیں ہو سکے اور آپ رخصت فرما گئے (یعنی وفات پا گئے) لہٰذا ضروری ہوا کہ حسب مقولہ اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ۔(اور فارسی میں کہتے ہیں کہ) وَچیزے کہ پدر تمام نہ کُنَد پسرش تمام کُنَد۔(یعنی کہ جو کام باپ نہیں کر سکا وہ بیٹا مکمل کرے)۔وہ حالات بیان کر دوں۔

تو کہتے ہیں بہرحال جناب والدم بزرگوار مولوی محمد عبداللہ صاحب ساکن موضع بھینی ڈاکخانہ شرقپور ضلع شیخوپورہ اہل حدیث خیال کے تھے اور قوم کے بہت بڑے لیڈر تھے۔مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی نے اُن کو انجمن اہل حدیث کا ڈپٹی کمشنر تجویز کیا ہوا تھا۔اُس علاقے میں یہ بہت بڑے لیڈر سمجھے جاتے تھے اور ان کی نمائندگی کیا کرتے تھے۔کہتے ہیں آپ کی شہرت کی وجہ سے موضع تَھہ غلام نبی ضلع گورداسپور والوں نے جو اہلحدیث تھے، آپ کو اپنے پاس بلایا اور انہوں نے ذکر کیا کہ ہمارے قریب ایک قصبہ قادیان ہے جہاں حضرت مرزا غلام احمد صاحب رہتے ہیں اور الہام کے مدعی ہیں اور انہوں نے ایک لڑکے کے متعلق پیشگوئی کی ہوئی ہے جو پوری نہیں ہوئی۔پہلے لڑکی پیدا ہوئی اور ازاں بعد ایک لڑکا پیدا ہوا (یہ پیشگوئی مصلح موعود کا ذکر کر رہے ہیں۔غیر احمدی مولویوں نے ان کو کہا کہ پہلے تو لڑکی پیدا ہوئی اور پھر لڑکا پیدا ہوا جو کچھ دنوں کے بعد فوت ہو گیا۔چلو ایسے شخص سے چل کر مناظرہ کیا جائے۔(ان کے نزدیک یہ الہام وغیرہ یا وحی وغیرہ نہیں ہو سکتی تھی جس کی پیشگوئی حضرت مسیح موعود نے فرمائی تھی۔تو ان کو بلایا گیا کہ چلیں مناظرہ کریں۔) چنانچہ آپ ان دنوں جبکہ حضرت مسیح موعود کا کوئی دعویٰ نہ تھا صرف الہام کا سلسلہ جاری تھا اور حضور کتاب براہین احمدیہ لکھ

رہے تھے قادیان میں تشریف لائے۔(ان کے والد جن کا یہ ذکر کر رہے ہیں) اور حضور سے پیشگوئی مذکورہ بالا کے متعلق بھی گفتگو ہوئی (یعنی پیشگوئی مصلح موعود کے بارے میں گفتگو ہوئی۔) اور سوال کیا کہ اگر آپ کے الہامات صحیح ہوتے تو لڑکے والی پیشگوئی کیوں پوری نہ ہوتی۔ پہلے لڑکی پیدا ہوئی پھر لڑکا پیدا ہوا اور وہ بھی مرگیا۔ کیا یہ پیشگوئیاں اسی قسم کی ہوا کرتی ہیں۔ تو کہتے ہیں میرے والد بزرگوار فرمایا کرتے تھے کہ اس پر حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ کیا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے متعلق کوئی پیشگوئی فرمائی تھی؟ تو مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود کو جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حج کے بارے میں پیشگوئی ہے، تو حضرت مسیح موعود نے اس پر فرمایا کیا پھر وہ اسی سال ہی پوری ہوگئی تھی اور آپ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حج کر کے واپس تشریف لے آئے تھے؟ تو اس پر ان کے والد مولوی صاحب نے کہا کہ اگر اُس سال حج نہ ہوا تھا تو اُس سے اگلے سال تو ہو ہی گیا تھا۔ حضرت صاحب نے (حضرت مسیح موعود نے) کہا کہ مَیں نے کب کہا تھا کہ اسی سال لڑکا پیدا ہو جائے گا۔ یہ خدا کی پیشگوئی ہے جو پوری ہوگی اور ضرور پوری ہوگی، خواہ کسی سال ہی پوری ہو کیونکہ اس کا ایک عرصہ ہے۔ (معین ایک سال تو نہیں تھا، اس کا عرصہ بتایا گیا تھا۔) اس پر سلسلہ کلام ختم ہوا اور مولوی صاحب نے کوئی نیا سوال نہ کیا۔ مگر اس اعتراض پر اُن کا اصرار رہا کہ آپ کی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ (لیکن بہرحال حضرت مسیح موعود نے اُس کے بعد اپنے اشتہار جو 22/مارچ 1886ء میں دیا تھا اُس میں حد بندی بھی کر دی تھی کہ وہ موعود نو برس کے اندر اندر پیدا ہو جائے گا اور پھر یکے بعد دیگرے کئی ایک اشتہارات میں اُس کا ذکر بھی فرمایا تھا۔ بہرحال یہ خود ہی آگے کہتے ہیں کہ وہ پیشگوئی پوری ہوئی یا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی پیدا ہوئے۔ پھر آگے ذکر کرتے ہیں کہ) چونکہ مولوی صاحب موصوف (یعنی ان کے والد جو حضرت مسیح موعود سے بحث کرنے آئے تھے) علوم عربی و فارسی میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے اور علوم صرف ونحو، منطق، بدیعی، بیان وغیرہ میں لاثانی انسان تھے، اپنے علم کے خیال میں اس نکتۂ معرفت اور جواب باصواب سے انہوں نے کوئی استفادہ نہ کیا، (یعنی جو حضرت مسیح موعود سے بحث ہوئی تھی، اُس سے وہ کوئی فائدہ نہ اُٹھا سکے) اور یہ سچ ہے کہ (-)۔ کہ ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔ اُس وقت آپ انکار پر مصر رہے۔ (وہیں انکار پر اصرار کرتے رہے۔) حضرت مسیح موعود کی بات نہیں مانی۔ حضور نے آپ کے علم کا موازنہ فرما کر اپنی کامل مہربانی سے آپ کو یہ بھی فرمایا (یعنی حضرت مسیح موعود نے ان کی باتوں سے اندازہ لگالیا کہ آپ صاحب علم آدمی ہیں تو آپ کو حضرت مسیح موعود نے فرمایا) کہ مولوی صاحب! مَیں نے ایک کتاب بنام براہین احمدیہ مخالفین کے اعتراضات کے جواب میں لکھی ہے اور اس میں دس ہزار روپے کا چیلنج بھی دیا ہے جو آجکل طبع ہونے والا ہے۔ اگر آپ یہاں ٹھہر جائیں اور طباعت کے لئے اس کے پروف دیکھ لیا کریں تو بہت اچھا ہو، اس کا حق الخدمت بھی آپ کو دیا جائے گا۔ (جو بھی اجرت بنتی ہے) یہ مولوی عبدالعزیز صاحب اپنے والد صاحب کے متعلق لکھتے ہیں کہ افسوس کہ آپ نے اُسے تسلیم نہ کیا اور خالی واپس چلے گئے اور اسی انکار پر قریباً پندرہ سولہ برس گزر گئے۔ مگر (تسلیم نہ کیا۔ لیکن ہمیشہ یہ ہوتا تھا کہ) آپ کی فطرت میں بہرحال ایک نیکی تھی۔ کہتے ہیں کہ سعادت بھی تھی فطرت میں اور نیکی بھی تھی۔ جب کوئی شخص حضرت اقدس مسیح موعود کو گالی دیتا یا توہین سے یاد کرتا تھا تو آپ اُسے روکتے اور فرماتے کہ خدا تعالیٰ نے تو کفار کے بتوں کو بھی گالی دینے سے منع کیا ہے۔ پس یہی یا بعض اور خوبیاں تھیں جو آپ کے وجود میں تھیں اور آپ کی ہدایت کا موجب ہوئیں۔

پھر بیان کرتے ہیں غرض اسی خاموشی میں جب وقت گزر گیا۔ 1902ء کا زمانہ آ گیا۔ (پندرہ سولہ سال کا عرصہ گزر گیا اور 1902ء آ گیا۔) اس اثناء میں آپ حضرت مسیح موعود کی کتاب جنگ مقدس اور آئینہ کمالات اسلام کا مطالعہ کر چکے تھے جس کی وجہ سے کئی سوالات کا تو تصفیہ ہو گیا (جو آپ کے یعنی مولوی صاحب کے ذہن میں سوال اُٹھتے تھے۔ یہ دو کتابیں پڑھنے کے بعد بہت سارے سوالوں کا جواب آ گیا) لیکن کئی نئے اعتراض بھی پیدا ہو گئے۔ چنانچہ آپ نے اکیس سوالات نوٹ کر لئے۔ (جو اعتراضات پیدا ہوئے وہ اکیس سوالات کی صورت میں نوٹ کئے) اور 1902ء میں حضرت مسیح موعود سے مناظرے کے لئے قادیان کو روانہ ہو گئے کہ وہاں جا کر میں مناظرہ کروں گا اور براہِ راست (بیت) مبارک میں تشریف لائے۔ (کسی کو کچھ نہیں بتایا۔ وہاں کے رہنے والوں میں سے کسی سے کچھ نہیں پوچھا، سیدھے گئے اور (بیت) مبارک میں تشریف لے گئے۔ اُس کی بھی ایک وجہ تھی جو آگے بیان ہوگی) اور کسی نماز کے وقت پہنچے (اور نماز باجماعت ادا کی۔) اس لئے کسی کو نہیں بتایا کیونکہ مشہور یہ تھا کہ مرزا صاحب نے چند ایجنٹ رکھے ہوئے ہیں جو آنے والے مہمان سے سب کچھ پوچھ لیتے ہیں، جس طرح پیروں کی عادت ہوتی ہے اور اندر خبر پہنچا دیتے ہیں اور مرزا صاحب جس کمرے میں رہتے ہیں اُس کے کئی دروازے ہیں۔ عجیب عجیب کہانیاں بنائی تھیں اور ہر ایک غرض کے لئے علیحدہ علیحدہ دروازہ تجویز کیا ہوا ہے۔ مرزا صاحب کے پاس جب مہمان اندر جاتا ہے تو چونکہ مرزا صاحب کو پہلے ہی اطلاع پہنچی ہوئی ہوتی ہے، آپ جاتے ہی پوچھتے ہیں کہ آپ کا یہ نام ہے اور آپ فلاں جگہ سے فلاں کام کے لئے آئے ہیں، وغیرہ وغیرہ اور ایسی باتوں سے مہمان کو یقین ہو جاتا ہے۔ (یہ کہانیاں مشہور تھیں حضرت مسیح موعود کے بارے میں اس لئے انہوں نے کچھ نہیں بتایا۔) تو لکھتے ہیں ایسی باتوں سے اس مہمان کو یقین ہو جاتا ہے کہ یہ یقیناً ولی اللہ ہے جو خود بخود ہی سب کچھ بیان کر رہا ہے۔ غرض اُس وقت یہ خیال مولوی صاحب کے دل میں بھی تھا۔ (یہ جو مولوی صاحب گئے تھے ان کے دل میں بھی یہی خیال تھا) اور یہ خیال تھا کہ اگر مجھ سے کوئی پوچھے گا تو کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا۔ اسی واسطے آپ سیدھے (بیت) میں آئے اور کسی سے کچھ نہیں پوچھا۔ (بعد میں خود ہی کہتے ہیں کہ یہ امر غلط ثابت ہوا اور مخالفین کا بہتان۔ خیر بہرحال) چونکہ اُس وقت نماز کا وقت تھا یا نماز ہو رہی تھی، آپ نے نماز باجماعت گزاری۔ بعد از نماز حضرت اقدس شاہ نشین پر رونق افروز ہوئے اور دوسرے احباب ادھر ادھر بیٹھ گئے۔ بعد از ملاقات السلام علیکم عرض کرنے کے مولوی صاحب نے چپکے سے حضرت صاحب کے پاؤں پکڑ کر دبانے شروع کئے تو حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ خدا کے نبیوں کا امتحان کرنا اچھا نہیں ہوتا۔ (ان کی نیت دبانے کی نہیں تھی، کچھ اور تھی، آگے بیان ہوگی۔ اس لئے حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ خدا کے نبیوں کا امتحان لینا اچھا نہیں ہوتا۔ فوراً اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کے دل میں ڈال دیا کہ یہ دبانا اخلاص کا نہیں ہے بلکہ کوئی اور وجہ ہے۔ بہرحال کہتے ہیں کہ) یہ ایک نشان تھا جو حضو کی پہلی ملاقات میں ہی آپ نے (یعنی مولوی صاحب نے) ملاحظہ فرمالیا۔ اور آپ کو ایمانی روح حاصل کرنے کے لئے ممد ہوا۔ (بیٹا اپنے باپ کے بارے میں کہہ رہا ہے۔ خیر) الحمد للہ علیٰ ذالک۔ پھر لکھتے ہیں کہ بات یہ تھی جناب مولوی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ایک حدیث یا روایت میں دیکھا تھا کہ حضرت امام مہدی کی صداقت کا ایک نشان یہ ہوگا کہ آپ کے پاؤں میں (پنجابی میں لکھا ہوا ہے) لپّا یا گڑھا نہیں ہوگا بلکہ سیدھے ہوں گے flat footed جو ہوتے ہیں اُس طرح، زیادہ تلوے میں گڑھا نہیں ہوگا۔ تو آپ نے اسی خیال سے حضور کے پاؤں کو پکڑا۔ (دبانے کی نیت سے نہیں پکڑا تھا یہ دیکھنے کے لئے کہ گڑھا ہے کہ نہیں) اور اُس کے پکڑنے سے دو نشان ملاحظہ فرمائے۔ ایک تو یہ کہ حضور کے پاؤں میں حسب ارشادِ نبوی فی الواقع وہ گڑھا نہیں تھا۔ دوم خود ہی حضور نے فرما دیا کہ خدا کے نبیوں کا امتحان کرنا اچھا نہیں ہوتا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود کو تو کسی نے نہیں بتایا تھا۔ جبکہ بیسیوں آدمی حضور کے پاؤں وغیرہ دبایا کرتے تھے مگر یہ لفظ حضرت مسیح موعود نے کبھی نہیں فرمایا تھا جو اُس وقت آپ نے فرمایا کہ خدا کے نبیوں کا امتحان کرنا اچھا نہیں ہوتا۔ یہ کیسے خیال پیدا ہو گیا کہ اُس وقت دبانے والا امتحاناً دبا رہا ہے۔ اور اس وقت یقیناً تھا بھی امتحانی دبانا۔ پس یہ ایک بین نشان تھا جو آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور ایمانی تازگی حاصل کی۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّد۔ پھر لکھتے ہیں کہ اس کے بعد مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضور میرے چند سوالات ہیں اگر حکم ہو تو عرض کروں۔ حضور نے اجازت فرمائی۔ مولوی صاحب نے پہلا سوال پیش کیا جو مولوی صاحب اور حضرت اقدس کے کلام کا جو سلسلہ ہے اُسی طرح لکھا جاتا ہے۔

مولوی صاحب پوچھتے ہیں کہ: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حاضنہ (دائی) تھیں، (کھلانے والی تھیں) حضرت ایمن جن کا نام تھا جن کو حضور روزانہ یا اکثر دفعہ آپ کے پاس پہنچ کر اپنی تازہ وحی سے مشرف فرمایا کرتے تھے جس سے آپ مسرور رہتی تھیں۔ (وحی سن کے خوش ہوا کرتی تھیں) حتی کہ حضور کا انتقال ہو گیا اور حضرت ابوبکر صدیق جانشین مقرر ہوئے۔ آپ بھی ایک دن والدہ صاحبہ سے یعنی اُمّ اَیمن سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے۔ تو والدہ صاحبہ رونے لگ گئیں۔ آپ نے فرمایا کیا آپ اس لئے روتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے۔ یہ سنت اللہ تھی جو پوری ہوئی۔ امّاں جان نے فرمایا کہ نہیں بلکہ میں اس لئے روتی ہوں کہ اِنْقَطَعَتِ الْوَحْیُ۔ کہ آج وحی منقطع ہو گئی۔ پس جب اماں جان صاحبہ انقطاع وحی کی قائل ہیں تو آپ کیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی کے قائل ہو سکتے ہیں؟ یہ اُن کا سوال تھا۔ بڑی لمبی تمہید کے بعد یہ سوال تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو انقطاعِ وحی ہو چکا ہے تو اب کس طرح وحی ہو سکتی ہے؟ آپ کہتے ہیں مجھے وحی ہوتی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود نے فرمایا کہ کیا آپ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ کے ماتحت تسلیم کرتے ہیں کہ یہ امت

خیر امت ہے۔ مولوی صاحب نے کہا: ہاں مَیں مانتا ہوں۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ کیا آپ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ آیت اَوْحَیْتُ اِلَی الْحَوَارِیّٖنَ (المائدہ: 112)، وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی (القصص:8)، وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ (النحل:69) کے ماتحت مسیح کے حواریوں اور موسیٰ کی والدہ اور شہد کی مکھیوں وغیرہ کو وحی الٰہی ہوئی اور ہوتی ہے۔ مولوی صاحب نے کہا ہاں ضرور ہوتی تھی اور ہوتی ہے۔ (بڑا اچھا یہ ایک (دینی) قسم کا مناظرہ چل رہا ہے۔)

حضرت اقدس مسیح موعود نے فرمایا تو پھر کیا یہ امت مسیح کے حواریوں اور موسیٰ کی امت کی عورتوں اور حیوانوں سے بھی گئی گزری ہوگئی کہ اُنہیں تو وحی ہوئی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو جو خیرِ امت ہے، وحی نہ ہو۔

مولوی صاحب نے کہا۔ ان وحیوں کا تو قرآنِ کریم میں ذکر آیا ہے۔ کیا یہ بھی کہیں ذکر آتا ہے کہ اس امت محمدیہ میں بھی وحی ہوگی؟ اس پر حضرت اقدس مسیح موعود نے فرمایا کہ جبکہ آپ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ پہلی امتوں میں وحی ہوتی رہی ہے اور ادھر اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں دعا سکھلائی ہے جس کے بغیر آپ کا یقین ہے کہ نماز ہی نہیں ہوتی اور ہر رکعت میں اس کا پڑھنا فرض ہے۔ فرمایا صِــــــــرَاطَ (-) (الفاتحة: 6)۔ یعنی خدایا تو ہمیں اُن لوگوں کا راستہ دکھا جن پر تو نے انعام کیا اور وہ ایمان ہمیں بھی عطا فرما۔ پس جب اُن لوگوں میں وحی کا انعام موجود ہے، تو دعا کے نتیجے میں اس امت میں کیوں وحی نہ ہو گی۔ دوسرے حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔ آپ نے آیت کا حوالہ دیا کہ (-) (حٰمٓ سجدہ: 31)۔ یعنی جن لوگوں نے کہہ دیا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر مستقیم ہو گئے، استقامت اختیار کی، ثابت قدم ہوئے، اُن پر خدا کے ملائکہ کا نزول ہوتا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ یہ مت خیال کرو اور مت غم کرو اور تمہیں اُس جنت کی بشارت ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ اس آیت سے نزولِ وحی بوساطت ملائکہ ضروری ہے جو اس امت کے مومنین اور اہلِ استقامت کے لئے ضروری ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود نے فرمایا تیسری بات، تیسری آیت کہ (-) (یونس:65) کہ مومنین خیر اُمّت کے لئے اس حیاتی دنیا میں بھی بشارتیں ملتی ہیں اور آخرت میں بھی ملیں گی۔ پس یہ بشارتیں وحی نہیں تو اور کیا ہے؟ پس اس ضمن میں حضور نے بہت سی اور بھی قرآنی آیات نزول وحی کے ثبوت کے طور پر پیش کیں۔

یہ مناظرہ جب ہو رہا تھا تو مولوی صاحب نے کہا کہ حضور! یہ تو سچ ہے کہ ان آیات سے نزول وحی ثابت ہوتی ہے اور اس امت کے لئے ہے۔ جب قرآنِ کریم میں ثبوت وحی فی ھذہ الامۃ موجود تھا تو پھر حضرت امّاں جان نے یہ کیوں فرمایا کہ اِنْقَطَعَتِ الْوَحْیُ کہ آج وحی بند ہوگئی۔ کیا آپ کو ان آیات کا علم نہ تھا؟ حضرت اقدس مسیح موعود نے فرمایا کہ مولوی صاحب! یہ تو بتلائیے کہ اس جگہ اَلْوَحْی پر اَل (الف لام) کیسا ہے۔ یہ اَل اُس وحی کی طرف اشارہ کر رہا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا کرتی تھی۔ اور حضور ہر روز اماں جان کو سنایا کرتے تھے۔ پس وہ قرآنی اور شرعی وحی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا کرتی تھی وہ یقیناً بند ہوگئی تھی اور ہو چکی ہے۔ اس سے یہ کہاں ثابت ہے کہ اس قسم کی وحی قیامت تک کے لئے بند ہے جبکہ آیات قرآنیہ میں نزول وحی بالتصریح موجود ہے۔ مولوی صاحب اس پر ساکت ہوگئے اور آگے کوئی نیا سوال نہ کیا۔

(اکیس سوالوں میں سے بس ایک ہی سوال کیا اور بس پھر اُن کی تسلی ہوگئی) حضرت اقدس نے اس کے بعد پھر ایک بڑی مبسوط تقریر فرمائی۔ (بڑی لمبی اور دلائل سے پُر تقریر فرمائی) جس سے اُن جملہ اعتراضات کا خود ہی حل فرما دیا جو کہ مولوی صاحب نوٹ کر کے لائے تھے۔ (اب مولوی صاحب نے باقی سوال نہیں پوچھے لیکن حضرت مسیح موعود نے اُس کے بعد جو تقریر فرمائی اُس میں ان سارے سوالوں کے جواب آ گئے کہ وہ جو نوٹ کر کے لائے تھے اور آپ کے ایک کھیسے میں (یعنی جیب میں) موجود تھے۔ اس ملاقات سے پہلے (انہوں نے ان سوالوں کا) کسی سے ذکر بھی نہیں کیا تھا۔ مولوی صاحب اُس وقت متعجب ہوئے اور سوچا کہ اگر اس شخص پر وحی کا نزول نہیں ہوتا تو آپ کو ان باتوں اور سوالات سے کس نے علم دیا جو آپ کے پاس لکھے ہوئے تھے، (یعنی جیب میں پڑے ہوئے تھے)۔ جب یہ دیکھا کہ میرے تو سارے سوال جو میری جیب میں پڑے ہوئے ہیں، ان کا جواب بھی بغیر پوچھے ہی حضرت مسیح موعود نے دے دیا تو تھوڑی دیر خاموش رہے۔ پھر حضور کو عرض کی کہ حضور ہاتھ کریں۔ مَیں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ پس آپ نے اُسی وقت خدا کے فضل سے بیعت کی اور اس کے بعد آپ کو کبھی بھی کوئی اعتراض حضور کی ذات پر پیدا نہیں ہوا اور آپ کے ایمان اور عرفان میں دن بدن ترقی ہوتی گئی۔ ازاں بعد حضرت خلیفہ اول کی بیعت میں بلا چون و چرا داخل ہوگئے۔ خلافت ثانیہ میں بھی (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی بھی بیعت کی) تب بھی کسی قسم کا شبہ پیدا نہیں ہوا۔

پھر یہ بیٹے لکھتے ہیں کہ آپ جس وقت بیعت کر کے واپس تشریف لے گئے تو دوآبہ باری اور چناب کے اکثر لوگ جو آپ کے معتقدین میں سے تھے، (اُس علاقے میں جہاں آپ رہتے تھے۔ آپ کے معتقدین میں سے تھے) اور پہلے اُن کا خیال تھا کہ اگر مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود کی بیعت کر لی تو ہم سب سلسلہ بیعت میں داخل ہو جائیں گے۔ لیکن ہوا کیا کہ جب آپ نے بیعت کر لی تو سب کے سب آپ کے دشمن ہو گئے اور آپ کے قتل کے منصوبے کرنے لگے۔ مگر آپ نے نہایت ثبات اور استقلال سے اُن کا مقابلہ کیا اور (دعوت الی اللہ) کا سلسلہ عاشقانہ رنگ میں جاری رکھا اور قریباً اٹھارہ سال تک آپ آنریری (مربی) رہے اور آپ کی معرفت خدا کے فضل سے قریباً تین سو آدمی یا اُس سے زیادہ سلسلہ بیعت میں داخل ہوئے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات (رفقاء)۔ غیر مطبوعہ۔ جلد 4 صفحہ 7 تا 17۔ روایات حضرت مولوی محمد عبدالعزیز صاحب)

تو یہ تھیں روایات۔ پس یہ چند واقعات ہیں جو اُن لوگوں کے بیان کئے ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کر کے اپنی روحانیت میں بھی مزید ترقی کی اور اللہ تعالیٰ کی ذات کا عرفان بھی اُن میں مزید بڑھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کے نئے زاویے بھی اُن کے سامنے آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو عشق تھا اس کی وجہ سے آپؐ کے عاشق صادق سے وفا، اخلاص اور محبت بھی تمام دنیاوی رشتوں سے بڑھ کر اُبھری۔ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں پر ہزاروں ہزار رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے اور ہمیں بھی زمانے کے امام کی بیعت میں آنے کے بعد اس بیعت کا حق ادا کرنے والا بنائے اور ہم اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے والے ہوں اور اس طرف توجہ دینے والے ہوں۔

آنے سے پہلے ایک افسوسناک اطلاع بھی آئی تھی جس کی تفصیلات تو ابھی نہیں آئیں کہ کراچی میں شاید جمعہ کے بعد ہی ایک فیملی جا رہی تھی، وہ ناظم امور طلباء تھے۔ وہ خود موٹر سائیکل پر تھے اور ان کی باقی فیملی کے لوگ شاید گاڑی میں تھے تو ان پر فائرنگ ہوئی۔ یہ نوجوان تو شہید ہو گئے اور ان کے رشتے دار، والد اور دوسرے عزیز جو گاڑی میں سوار تھے وہ زخمی ہیں۔ اللہ تعالیٰ شہید مرحوم کے درجات بلند کرے۔ تفصیلات باقی آئیں گی تو پھر صورتحال سامنے آئے گی۔ بہرحال یہ جو زخمی ہیں۔ پتہ یہی لگا ہے ان کی حالت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابھی خطرے سے باہر ہے لیکن بہرحال دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو ہر قسم کی پیچیدگی سے بچائے اور شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

اسی طرح گھٹیالیاں سے بھی ایک شہادت کی اطلاع آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان شہیدوں کے درجات بلند کرے اور یہ جو زخمی ہیں جیسا کہ میں نے کہا ان کے لئے دعا کریں۔ ویسے بھی عمومی طور پر پاکستان میں آجکل جو حالات ہیں بہت دعائیں کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ہر قسم کے شر سے بچائے۔

اس کے علاوہ ایک جنازہ بھی مَیں پڑھاؤں گا جو مکرمہ سیدہ امۃ الرحمٰن صاحبہ اہلیہ مکرم سید عبدالغنی شاہ صاحب مرحوم ربوہ کا ہے۔ جن کی وفات 15 ؍اکتوبر کو ایک لمبی علالت کے بعد ہوئی ہے۔ آپ حضرت قریشی عبدالرحمٰن صاحب (رفیق) حضرت مسیح موعود کی بیٹی تھیں۔ بڑی نیک، پابند صوم و صلوٰۃ، توفیق سے بڑھ کر مالی قربانیوں میں حصہ لینے والی، بہت ملنسار اور مہمان نواز خاتون تھیں۔ سادہ مزاج، عاجزانہ زندگی گزارنے والی تھیں۔ جلسہ کے موقع پر پاکستان میں جب جلسے ہوتے تھے تو پچاس پچاس مہمان ان کے گھر میں آ کر رہتے تھے اور یہ ان سب کے لئے لنگر خانے کے علاوہ بھی کچھ نہ کچھ کھانا ضرور پکاتی تھیں۔ اسی طرح ہر وقت چائے کے لئے انتظام رہتا تھا۔ بعض عزیزوں کی جو بچیاں ہیں ان کی شادیوں پر جب پتہ لگتا تھا، کہ غربت کی وجہ سے اُن کے والدین کی طرف سے کوئی زیور نہیں ملا، تو اُن کو اپنا کوئی نہ کوئی زیور دے دیا کرتی تھیں۔ جس کی وجہ سے اُن کے اپنے زیور بھی آہستہ آہستہ ختم ہو گئے۔ بچوں کو ہمیشہ جماعت کی خدمت کی ترغیب دلاتی رہتی تھیں اور اسی کا اثر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کے بچے جماعت میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ موصیہ تھیں اور 1953ء میں نظام وصیت میں شامل ہونے کی توفیق پائی۔ ان کے بچوں میں دو بیٹے ان کے واقف زندگی ہیں۔ ایک وقفِ جدید میں وہاں معلم ہیں اور دوسرے عبداللہ ندیم صاحب پہلے سپین میں تھے آجکل چلّی میں ہیں۔ وہ جنازے میں شامل بھی نہیں ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو، ان سب کو صبر اور ہمت اور حوصلہ دے۔ اور ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق دے۔ اسی طرح ان کے ایک پوتے ہیں وہ بھی مربی سلسلہ ہیں اور ربوہ کی نظارت اشاعت میں آجکل کام کر رہے ہیں۔ اسی طرح ان کے داماد منیر جاوید صاحب ہیں وہ یہاں پرائیویٹ سیکرٹری ہیں، تو چار افراد ان کے گھر کے واقفِ زندگی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اُن خواہشات کو جو ان کو اپنے بچوں کے بارے میں تھیں پورا کرے اور ان کی اولاد کو نیکیوں میں بڑھائے۔ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے۔ باقی بچیاں اور بچوں کو سب کو ہمت اور حوصلہ عطا فرمائے۔

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر / امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

مشاعرہ۔ یوم معذوراں

مکرم حافظ محمد ابراہیم عابد صاحب جنرل سیکرٹری مجلس نابینا ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

مورخہ 3 دسمبر کو پوری دنیا میں معذوروں کا دن منایا جاتا ہے۔ اس حوالے سے مورخہ 5 دسمبر 2012ء کو مجلس نابینا ربوہ نے خلافت لائبریری ربوہ میں مکرم پروفیسر مبارک احمد عابد صاحب کی صدارت میں شام 4 بجے مشاعرہ یوم معذوراں منعقد کیا۔ اس پروگرام کو مجلس نابینا کے رکن شاعر مکرم عارف حیات عرفی صاحب کے نام کیا گیا۔ تلاوت و نظم کے بعد خاکسار، مکرم حفیظ احمد ججہ صاحب، مکرم عبدالحمید خلیق صاحب اور مکرم محمود احمد ناصر صاحب صدر مجلس نابینا ربوہ نے بھی اپنا کلام پیش کیا۔ آخر پر مکرم مبارک احمد عابد صاحب نے بھی کلام پیش کیا۔ مکرم حنیف احمد محمود صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ نے دعا کروائی اور ریفریشمنٹ پیش کی گئی۔ اس پروگرام میں معذوروں نے اپنے صحیح اور تندرست افراد کے نام ایک پیغام دیا کہ ہمیں معذور نہ سمجھیں، ہمیں اپنے شانہ بشانہ چلائیے، ہماری صحیح رہنمائی کیجئے ہمیں علم و ہنر سے مستفیض کیجئے اور معاشرے میں فعال بنانے میں ہماری مدد کیجئے۔

سانحہ ارتحال

مکرمہ ساجدہ بیگم صاحبہ بنت مکرم رانا محمد یوسف صاحب مرحوم اسیر راہ مولا تحریر کرتی ہیں۔

میرے خاوند مکرم رانا نصر اللہ خان صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ چک نمبر TDA2 ضلع خوشاب ابن مکرم رانا عبداللہ خان صاحب کاٹھ گڑھی مورخہ 7/دسمبر 2012ء کو حرکت قلب بند ہوجانے سے بعمر 70 سال وفات پاگئے۔ بوجہ موصی ہونے کے آپ کی میت ربوہ لائی گئی۔ دارالضیافت ربوہ میں ہی انہیں نہلایا اور کفنایا گیا میری بیٹی مکرمہ شاکرہ وسیم صاحبہ اہلیہ مکرم رانا وسیم احمد صاحب ابن مکرم رانا نعیم الدین صاحب اسیر راہِ مولیٰ اور میرے میاں کے بھانجے مکرم رانا سعید احمد صاحب کے بلجیئم سے آنے کے بعد مؤرخہ 10 دسمبر 2012ء کو احاطہ دفاتر صدر انجمن احمدیہ میں صبح دس بجے محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے نمازِ جنازہ پڑھائی بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد مکرم جمیل الرحمٰن رفیق صاحب نے دعا کروائی۔ مرحوم بہت ساری خوبیوں کے مالک نظام جماعت کے پابند مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے مخلص داعی اللہ، غریبوں کے ہمدرد، نڈر اور بہادر نیز مہمان نوازی میں اپنی مثال آپ تھے دور و نزدیک سے عزیز و اقارب کا صبح و شام تانتا بندھا رہتا تھا ہمیشہ ہر آنے والے کا استقبال کھلے بازوؤں سے کرتے اور خوب خوب مہمان نوازی کا حق ادا کرتے۔ مرحوم نے پسماندگان میں چار بیٹے مکرم رانا انعام اللہ خان صاحب مینیجر فرنچائز جاز قائدآباد، مکرم رانا ذیشان اللہ خان صاحب Jsr (in mobilink)، مکرم رانا ذکا اللہ خان صاحب متعلم جامعہ احمدیہ، اور چار بیٹیاں مکرمہ عابدہ مبارک صاحبہ، اہلیہ مکرم رانا مبارک احمد صاحب، مکرمہ شاکرہ وسیم صاحبہ لندن اور مکرمہ مدیحہ ریاض صاحبہ اہلیہ مکرم ریاض احمد صاحب اور متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں چھوڑی ہیں۔ ہمارا ایک بیٹا عزیزم شکر اللہ پیدائشی معذور تھا وہ 16 سال کا ہوکر فوت ہوگیا۔ اور ایک بیٹی عزیزہ فائزہ پانچ سال کی ہوکر وفات پاگئی تھی۔ انکی وفات پر بڑا ہی صبر کا نمونہ دکھایا اور ہم سب کی ڈھارس بندھائی۔ آپ مکرم رانا عبدالحکیم خان صاحب کاٹھ گڑھی دارالعلوم شرقی نور ربوہ کے برادرِ نسبتی اور مکرمہ عارفہ رفیق صاحبہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ ضلع خوشاب اہلیہ مکرم رانا رفیق احمد صاحب انصار اللہ ضلع خوشاب کے اکلوتے بڑے بھائی اور اسی طرح مکرم حافظ عبدالحلیم صاحب مربی سلسلہ کے چچا اور مکرم رانا طیب احمد صاحب قائد ضلع مجلس خدام الاحمدیہ جھنگ کے کزن اور مکرم رانا مبین کاشف صاحب کارکن دفتر دارالقضاء کے ماموں تھے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

حب سعال
کھانسی خشک ہو یا تر ہر دو میں مفید ہے۔
(چوسنے کی گولیاں)
قند شفاء
نزلہ، زکام اور فلو کیلئے انسٹنٹ جوشاندہ
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ (چناب نگر)
فون 0476211538 فیکس 0476212382

تصحیح

مکرم چوہدری محمد علی صاحب وکیل التصنیف تحریک جدید ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار نے محترم شیخ رحمت اللہ صاحب سابق امیر کراچی کی بیٹی مکرمہ نصرت ملک صاحبہ کی وفات کے بارہ میں روزنامہ الفضل مورخہ 4 دسمبر 2012ء میں اعلان شائع کرایا تھا۔ اس اعلان میں کچھ غلطیاں ہیں جن کی تصحیح ذیل میں کی جارہی ہے۔ مکرمہ نصرت ملک صاحبہ کی وفات اور تدفین لاہور میں ہوئی ہے۔ محترمہ نصرت ملک صاحبہ کے پانچ بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ جو انہوں نے یادگار چھوڑی ہیں۔ بھائیوں میں سے مکرم حبیب اللہ صاحب اور مکرم ضیاء اللہ صاحب کراچی میں رہتے ہیں۔ مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب نائب امیر امریکہ ہیں۔ مکرم نعیم اللہ صاحب نیویارک امریکہ میں مقیم ہیں اور مکرم شیخ فرحت اللہ صاحب نائب امیر فیصل آباد ہیں۔ بہنوں میں سے محترمہ جمیلہ رحمانی صاحبہ اہلیہ مکرم غلام ربانی صاحب یوکے میں مقیم ہیں اور محترمہ ندرت سلام صاحبہ ریجنل صدر لجنہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر عبدالسلام ملک صاحب صدر جماعت کولمبس امریکہ میں مقیم ہیں۔ احباب سے مرحومہ کی مغفرت اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق ملنے کیلئے درخواست دعا ہے۔

سانحہ ارتحال

مکرم عبدالباسط رانا صاحب سیکرٹری دعوت الی اللہ حلقہ بیت الفضل لندن تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے والد مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب صراف سابق صدر و امیر حلقہ ڈسکہ غربی ضلع سیالکوٹ بقضائے الٰہی مورخہ 24 نومبر 2012ء کو بعمر 82 سال وفات پاگئے۔ مقامی مربی صاحب نے مورخہ 25 نومبر 2012ء کو صبح 9 بجے نماز جنازہ پڑھایا۔ آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ چنانچہ آپ کا جنازہ ربوہ تدفین کیلئے لے جایا گیا۔ بعد نماز عصر بیت مبارک میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب آف ڈسکہ کوٹ ضلع سیالکوٹ حضرت میاں اللہ دتہ صاحب آف عہدی پور رفیق حضرت مسیح موعود کے بیٹے تھے۔ مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے تقریباً 61 برس تک مختلف جماعتی عہدوں پر بھرپور خدمت دین کی توفیق عطا فرمائی۔ مرحوم تقریباً 40 مرتبہ سے زیادہ مجلس شوریٰ کے نمائندہ کے طور پر مرکز تشریف لے گئے۔ مرحوم کو خدا تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع، حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب اور دیگر بزرگان سلسلہ کی مہمان نوازی کا شرف عطا کیا۔ مرحوم خدا تعالیٰ کے فضل سے بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ خدا تعالیٰ نے ہمیشہ ان کو ہر قسم کی مالی تحریکات میں بھرپور حصہ لینے کی توفیق و ہمت عطا فرمائی۔ مرحوم نے یو۔ کے، قادیان اور ربوہ کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کی توفیق پائی۔ سوگواران میں ایک بیوہ مکرمہ محمودہ بیگم صاحبہ کے علاوہ تین بیٹے مکرم ذوالقرنین صاحب، خاکسار، مکرم رانا عبدالرب صاحب، تین بیٹیاں مکرمہ کشور سلطانہ صاحبہ، مکرمہ قیصرہ سلطانہ صاحبہ اور مکرمہ کوکب سلطانہ صاحبہ چھوڑی ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرمائے ان کے درجات بلند کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

خریداران الفضل متوجہ ہوں!

بیرون از ربوہ خریداران الفضل کو چندہ الفضل ختم ہونے پر جب یاددہانی کی چٹھی ملے تو چندہ کی ادائیگی کی طرف توجہ فرمائیں اور نمائندہ مینیجر الفضل کا انتظار نہ کریں۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

چپ بورڈ، پلائی ووڈ، ویز بورڈ، لیمینیشن بورڈ فلش ڈور، مولڈنگ، کیلئے تشریف لائیں۔
فیصل پلائی ووڈ اینڈ ہارڈ ویئر سٹور
145 فیروز پور روڈ جامعہ اشرفیہ لاہور
فون: 042-37563101 طالب دعا: فیصل خلیل خاں
موبائل: 0300-4201198 قیصر خلیل خاں

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو مذب کرتی ہے
کامیاب علاج۔ ہمدردانہ مشورہ
1954 NASIR ناصر 2012
دنیائے طب کی خدمات کے 58 سال
نوجوانوں کے امراض و نفسیاتی بیماریاں
عورتوں کی مرض اٹھرا، بچوں کا چھوٹی عمر میں فوت ہوجانا
بے اولاد مردوں اور عورتوں کا کامیاب علاج
مطب حکیم میاں محمد رفیع ناصر
الحکمت (ناصر دواخانہ) گول بازار۔ ربوہ
TEL.047-6212248, 6213966

الفضل کی اشاعت پندرہ بیس ہزار ہونی چاہئے

سیدنا حضرت خلیفة المسیح الرابع کا ارشاد

مارچ 1984ء میں مینیجر الفضل کی طرف سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی خدمت میں ایک چٹھی لکھی گئی جس میں یہ ذکر تھا کہ ماہ فروری 1984ء میں الفضل کی اشاعت سات ہزار تھی (خطبہ نمبر کی اشاعت آٹھ ہزار تھی) اس پر حضور انور نے اپنے دست مبارک سے رقم فرمایا۔ **"ابھی تک اشاعت تھوڑی ہے۔ دس ہزار تو میں نے کم سے کم کہی تھی۔ پندرہ بیس ہزار ہونی چاہئے۔"**

حضور انور کا یہ ارشاد احباب جماعت تک پہنچاتے ہوئے ہم احباب کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف بھی متوجہ کرتے ہیں کہ ابھی تک ہم حضور کے اس ارشاد کو بھی پورا نہیں کر سکے کہ اشاعت کم از کم دس ہزار ہو جبکہ حضور کا اصل منشاء مبارک یہ تھا کہ الفضل کی اشاعت پندرہ بیس ہزار ہونی چاہئے۔ خاکسار اس نوٹ کے ذریعہ تمام امراء صاحبان، صدر صاحبان، سیکرٹریان اور ذیلی تنظیموں انصاراللہ، خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کے عہدیداران کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ براہ کرم اپنی ذمہ داری کو محسوس کریں۔ حضور انور کا ارشاد پورا کرنے میں ہی برکت ہے یہی تمام سعادتوں کا منبع اور سرچشمہ ہے۔ تمام احباب کے گھر میں روحانیت کی اس نہر کا پہنچنا ضروری ہے۔ اگر ہر احمدی گھر میں اخبار پہنچ جائے تو اشاعت بیس ہزار سے بھی اوپر جاسکتی ہے۔ تمام عہدیداران سے گزارش ہے کہ وہ اپنے فرائض کا ایک حصہ الفضل کی اشاعت میں اضافہ قرار دیں اور اس وقت تک چین نہ لیں جب تک حضور کا یہ ارشاد پورا کرنے کی سعادت نہ حاصل کریں۔

جملہ احباب جماعت کی خدمت میں اس مرحلے پر خاکسار عاجزانہ طور پر دعا کی درخواست کرتا ہے کہ مولا کریم اپنا فضل فرمائے اور ہمیں حضور کے بابرکت ارشاد پر پورے طور پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ ہماری کمزوریوں اور خطاؤں کو معاف کرے اور تمام ذمہ داریاں احسن طور پر ادا کرنے کی توفیق دے۔ آمین

(خاکسار۔ مینیجر روزنامہ الفضل)

ربوہ میں طلوع وغروب 18۔دسمبر

طلوع فجر	5:33
طلوع آفتاب	7:00
زوال آفتاب	12:05
غروب آفتاب	5:09

مٹاپا کیمپ کا انعقاد

مورخہ 18 دسمبر 2012ء کو بوقت 10 بجے صبح فضل عمر ہسپتال میں فری مٹاپا کیمپ کا انعقاد ہوگا۔ ضرورت مند احباب خواتین مٹاپا کیمپ سے استفادہ کیلئے ہسپتال تشریف لائیں اور بغیر پرچی بنوائے اس کیمپ سے رابطہ کریں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

ایم ٹی اے کے پروگرام

21دسمبر 2012ء

5:00 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
5:20 am	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
5:50 am	یسرنا القرآن
6:20 am	دورہ حضور انور ڈنمارک
6:45 am	کسر صلیب
7:30 am	جاپانی سروس
8:00 am	ترجمۃ القرآن کلاس
9:20 am	روحانی خزائن کوئیز
9:55 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم
11:30 am	یسرنا القرآن
12:00 pm	دورہ حضور انور ڈنمارک
12:45 pm	سرائیکی سروس
1:30 pm	راہ ہدیٰ
3:05 pm	انڈونیشین سروس
4:05 pm	فقہی مسائل
4:40 pm	تلاوت قرآن کریم
4:50 pm	سیرت النبی ﷺ
6:00 pm	خطبہ جمعہ LIVE
7:15 pm	یسرنا القرآن
7:35 pm	بنگلہ سروس
8:35 pm	براہین احمدیہ
9:20 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 21 دسمبر 2012ء
10:35 pm	یسرنا القرآن
11:00 pm	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11:30 pm	دورہ حضور انور ڈنمارک

نماز جنازہ

مکرم طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ صاحب مینیجر روزنامہ الفضل تحریر کرتے ہیں۔

میرے بہنوئی مکرم جمشید منور بھٹی صاحب کے چچا مکرم داؤد احمد خالد بھٹی صاحب ابن مکرم چوہدری محمد اکرم بھٹی صاحب بعارضہ دل مورخہ 16 دسمبر 2012ء کو وفات پا گئے۔ ان کی نماز جنازہ مورخہ 18 دسمبر کو احاطہ صدر انجمن احمدیہ میں 10 بجے صبح ہوگی۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

البشیرز۔ اب اور بھی سٹائلش ڈیزائننگ کے ساتھ
پیچ
جیولرز اینڈ بوتیک
ریلوے روڈ گلی نمبر 1 ربوہ
پروپرائٹرز: ایم بشیر الحق اینڈ سنز، ربوہ 0300-4146148
فون شوروم چنیوٹ 049-4423173 - 047-6214510

امتیاز ٹریولز انٹرنیشنل
(بالمقابل ایوان محمود ربوہ)
گورنمنٹ لائسنس نمبر 4299
اندرون ملک اور بیرون ملک ٹکٹوں کی فراہمی کا ایک با اعتماد ادارہ
TeL:047-6214000,Fax:047-6215000
Mob:0333-6524952
E_mail:imtiaztravels@hotmail.com

شادی بیاہ و دیگر تقریبات پر کھانے پکوانے کا بہترین مرکز
مجید پکوان سنٹر
4/3 یادگار روڈ ربوہ
پروپرائیٹر: فرید احمد: 0302-7682815

احمد ٹریولز انٹرنیشنل
گورنمنٹ لائسنس نمبر 2805
یادگار روڈ ربوہ
اندرون وبیرون ہوائی ٹکٹوں کی فراہمی کیلئے رجوع فرمائیں
Tel:6211550 Fax 047-6212980
Mob:0333-6700663
E-mail:ahmadtravel@hotmail.com

Education Concern' Education Concern' Education Concern'
MBBS & Engineering
Southeast University in China
Affiliated with W.H.O, Govt. of China & Pakistan Engineering Council (PEC).
A-Level & Fsc. Students who are waiting for their results are encouraged to apply to reserve the seats.
MBBS, Bachelor in Architecture Engineering and MSC international business offer in English Medium
No Bank Statement, No IELTS or TOEFL.
Excellent environment for female students.
Education Concern®
67-C, Faisal Town, Lahore
(Opposite Gourmet Restaurant)
042-35162310 / 0302-8411770
www.educationconcern.com
EC Education Concern'

نوزائیدہ اور شیر خوار بچوں کے امراض
الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹورز
ہومیو فزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر (ایم۔اے)
عمر مارکیٹ نزد اقصیٰ چوک ربوہ فون: 0344-7801578

جینٹس، شلوار قمیص، جینٹس ویسکوٹ
اعلیٰ کوالٹی بے شمار
رینبو فیشن
ریلوے روڈ ربوہ
0476214377

بلال فری ہومیو پیتھک ڈسپنسری
بانی: محمد اشرف بلال
اوقات کار:
موسم سرما: صبح 9 بجے تا 4½ بجے شام
وقفہ: 1 بجے تا 1½ بجے دوپہر
ناغہ بروز اتوار
86۔ علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور
ڈسپنسری کے متعلق تجاویز اور شکایات درج ذیل ای ایڈریس پر بھیجے
E-mail:bilal@cpp.uk.net

قد بڑھاؤ
ایک ایسی دوا جس کے استعمال سے خدا کے فضل سے رکا ہوا قد بڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔ دوا گھر بیٹھے حاصل کریں
عطیہ ہومیو میڈیکل ڈسپنسری اینڈ لیبارٹری
ساہیوال روڈ نصیر آباد رحمٰن ربوہ: 0308-7966197

دلہن جیولرز
04236684032
03009491442
قدیر احمد، حفیظ احمد
طالب دعا
Gold Place Plaza, Shop # 1, Defense Chowk,
Main Boulevard Defense Society Lahore Cantt

GERMAN
20%Discount
جرمن لینگویج کورس
for Ladies
047-6212432
0304-5967218

FR-10

Dawlance Super Exclusive Dealer
فریج، سپلٹ اے سی، ڈیپ فریزر، مائیکرو ویو اون، واشنگ مشین، ٹی وی، ڈی وی ڈی جیسکو جنریٹرز استریاں، جوسر بلینڈر، ٹوسٹر سینڈوچ میکرز، یو پی ایس سٹیبلائزر ایل سی ڈی، ویٹ مشین، ان سیکٹ کلر لائٹ انرجی سیور ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہیں۔
گوہر الیکٹرونکس
گولبازار ربوہ
047-6214458

ربوہ آئی کلینک
اوقات کار برائے معلومات 9 بجے سے دوپہر 2 بجے تک
برائے رابطہ فون نمبر: 047-6214414
047-6211707-0301-7972878